

## عقیدہ ختم نبوت: مسلم مفکرین کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ

### Doctrine of Finality of Prophethood: An Analytical Study of the views of Muslim Thinkers

سلطان سکندر ☆

#### ABSTRACT

Almighty Allah has sent many Messengers and Prophets for the guidance of humanity to the right path. He the Mighty and Exalted also revealed his message to some of his chosen Prophets in the form of books. The chain of the Prophets and Messengers ends with the Prophet Muhammad (peace & blessing of Allah be upon Him) as he is the last Prophet and there is no prophet after Him (peace & blessing of Allah be upon Him). The Doctrine of Finality of Prophethood is based on Qur'an, Sunnah and Consensus of Ummah as whole.

Holy Qur'an uses the word "خاتم" in Surah al-Ahzab: 33, Ayah: 40. The Muslim scholars, clerics and intellectuals interpret the word "خاتم" as well as the Doctrine of Finality of Prophethood in diverse narrative without any contradiction.

How did they elaborate and deal it with their different methods and ways. This study is an effort to explore their diverse methods of interpretations and statments and analyze them. It is need of time that we should understand the philosophy of this doctrine as it has many secret dimensions in the context of intellectuals' view point.

---

☆ اسٹنٹ پروفیسر، اسلام آباد ماڈل کالج فار بوائز، G-10/4، اسلام آباد، پاکستان۔

ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کے چند بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جس پر امت کا اجماع ہے۔ اگرچہ بد قسمتی سے امت اسلامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے مگر اتنے اختلافات کے باوجود سارے فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔ چودہ صدیوں میں جس نے بھی نبی بننے کا دعویٰ کیا اس کو مرتد قرار دے دیا گیا اور اس کے خلاف علم جہاد بلند کر کے اس کی جھوٹی نبوت اور عظمت کو خاک میں ملا دیا گیا۔ مسیلہ کذاب نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے نتائج کی پرواہ کئے بغیر اس کے خلاف لشکر کشی کی اور تب چین کا سانس لیا جب اس جھوٹے نبی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یقیناً اس جہاد میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے جبکہ سینکڑوں کی تعداد میں حفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ لیکن صدیق اکبرؓ نے اتنی بڑی قربانی دے کر بھی اس فتنے کو پکنا ضروری سمجھا۔ آپؓ نور صدیقیت سے دیکھ رہے تھے کہ اگر اس میں ذرا تساہل برتا تو یہ امت سینکڑوں گروہوں میں نہیں سینکڑوں امتوں میں بٹ جائے گی ہر امت کا اپنا نبی ہوگا اور وہ اس کی شریعت اور سنت کو اپنائے گی اس طرح اس رحمت للعالمین کے زیر سایہ اسلام کے پلیٹ فارم پر انسانیت کے اتحاد کی ساری امیدیں ختم ہو جائیں گی اور ﴿اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْیَوْمَ جَمِیْعًا﴾ کا سہانا منظر کبھی بھی نظر نہیں آئے گا۔

ہمارا دعویٰ بلکہ ہمارا غیر متزلزل عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضور سرور عالم سیدنا محمد ﷺ سب سے آخری نبی ہیں حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا اور جو شخص اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور جو بد بخت اس کے اس دعوے کو سچا تسلیم کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے اور اسی سزا کا مستحق ہے جو اسلام نے مرتد کے لیے مقرر فرمائی ہے۔

نبی ﷺ کے آخری نبی ہونے کا اعلان قرآن مجید میں واضح الفاظ میں کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیْنَ﴾ (۱)

(محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں اور لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں)

اس آیت میں لفظ ﴿خَاتَم﴾ اہل لغت اور مفسرین کے ہاں زیر بحث رہا ہے جس کی وجہ اس کی قراءت اور معنی کا اختلاف ہے اگرچہ مال کے اعتبار سے اس میں کوئی فرق نہیں۔ لفظ ﴿خَاتَم﴾ کی توضیح و تشریح سے متعلق اہل لغت اور مفسرین کے اقوال مندرجہ ذیل ہیں:

علامہ جوہری صحاح میں لکھتے ہیں۔

ختم اللہ له بخیر (خدا اس کا خاتمہ بالخیر کرے)۔ ختمت القرآن بلغت آخره (میں نے قرآن آخر

تک پڑھ لیا)۔ اختتمت الشئی نقیض افستحتہ افتتاح (اختتمت الشئی نقیض ہے افستحتہ افتتاح کی)۔

الخاتم: الخاتم بكسر التاء وفتحها أو الختام والخاتم كله بمعنى وخاتمة الشئ ء آخره (خاتم - خاتم، ختام، ختام سب کا ایک معنی ہے اور کسی چیز کے آخر کو خاتمة الشئ کہتے ہیں)۔ محمد ﷺ خاتم الانبياء عليهم الصلوة والسلام (حضور نبی کریم ﷺ تمام نبیوں سے آخر میں تشریف لائے) (۲)۔

علامہ ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں: ختام الوادی وأقصاه وختام القوم وخاتمهم وخاتمهم: آخرهم و محمد ﷺ خاتم الانبياء عليه و عليهم الصلوة والسلام (وادی کے آخر کو ختام الوادی کہتے ہیں قوم کے آخری فرد کو ختام، خاتم اور خاتم کہا جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے آپ ﷺ کو خاتم الانبياء فرمایا گیا) (۳)۔

اہل لغت کی ان تصریحات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ خاتم کی تا پر زبر ہو یا زیر اس کا معنی ”آخری“ ہے۔ اس معنی کی تائید کے لیے اہل لغت نے ایک دوسری آیت سے بھی استدلال کیا ہے۔ ﴿خَتْمُ مِسْكِ أَيْ آخِرُهُ مِسْكٌ﴾ یعنی اہل جنت کو جو شراب پلایا جائے گا اس کے آخر میں انہیں کستوری کی خوشبو آئے گی۔ تمام اہل لغت اور اہل تفسیر نے بالاتفاق خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے کیے ہیں۔ عربی لغت یا محاورے کی رو سے ”خاتم“ سے مراد وہ مہر ہے جو لفافے پر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکلے نہ ہی باہر کی کوئی چیز اندر جائے۔

علامہ ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ ”خاتم النبیین“ کا معنی لکھتے ہیں۔

ولكنه رسول الله وخاتم النبیین الذي ختم النبوة فطبع عليها فلا تفتح لأحد بعده الى قيام الساعة... واحتلفت القراء في قراءة قوله وختم النبیین فقراً ذلك قراء الامصار سوى الحسن وعاصم بكسر التاء من خاتم النبیین و قرء ذلك فيما يذ كر الحسن و عاصم خاتم النبیین بفتح التاء بمعناه آخر النبیین (۴)۔

(مگر وہ اللہ کا رسول ہے خاتم النبیین ہے یعنی جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی کہ اس کے بعد قیامت تک وہ کسی کے لیے نہ کھلے گی اور لفظ خاتم النبیین کی قراءت میں قاریوں کے درمیان اختلاف ہوا ہے۔ حسن اور عاصم کے سوا تمام ممالک کے قاریوں نے اس کو خاتم النبیین بالکسر پڑھا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نبیوں کے سلسلے پر مہر لگا دی۔۔۔ اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے حسن اور عاصم نے اس کو خاتم النبیین بالفتح پڑھا ہے۔ اس معنی میں نبی ﷺ آخری نبی ہیں)۔

حجی السنۃ بغوی (۵۱۰ھ) لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعے سے نبوت کو ختم کیا پس آپ ﷺ انبیاء کے خاتم ہیں۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں (۵)۔

علامہ زمری (۵۳۸ھ) لکھتے ہیں: ”فان قلت کیف كان آخر الانبياء وعيسى ينزل في آخر الزمان قلت: معنى كونه آخر الانبياء أنه لا ينباؤه أحد بعد ه وعيسى ممن بنى قبله وحين ينزل عاملا على شريعة محمد مصليا الى قبلته كأنه بعض أمتة“ (۶)۔

(اگر تم کہو کہ نبی اکرم ﷺ آخری نبی کیسے ہوئے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں نازل ہوں گے، تو میں کہوں گا آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا اس معنی میں ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمد ﷺ پر عمل کرنے والے اور آپ ﷺ کے قبیلے کی طرف نماز پڑھنے والے ہوں گے گویا وہ آپ کی ﷺ امت کے ایک فرد ہیں۔ امام رازی (۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

اس سلسلہ بیان میں ”خاتم النبیین“ اس لیے فرمایا کہ جس نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو وہ اگر نصیحت اور توضیح احکام میں کوئی کسر چھوڑ جائے تو اس کے بعد آنے والا نبی اس کسر کو پورا کر دیتا ہے مگر جس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا وہ اپنی امت پر اتنا شفیق ہوتا ہے اور اس کو زیادہ واضح ہدایات دیتا ہے۔ کیوں کہ اسکی مثال ایسے باپ کی ہوتی ہے جو ایسے بیٹے کا باپ ہو جس کا کوئی ولی سرپرست اس باپ کے سوا نہیں (۷)۔

امام ابوبکر کات احمد بن محمد نسفی (۱۰۷ھ) لکھتے ہیں:

وخاتم النبیین... یعنی انبیاء میں سب سے آخری نبی یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی اور شخص نبی نہ بنایا جائے گا۔ رہے عیسیٰ علیہ السلام تو وہ آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے۔ اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمد ﷺ پر عمل ہوں گے گویا وہ آپ ﷺ کی امت ہی کے ایک فرد ہیں (۸)۔

قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی شیرازی (۶۸۵ھ) لکھتے ہیں:

أى آخرهم الذى ختمهم او ختموا به ولا يقدر فيه نزول عيسى بعده لأن نه اذا نزل كان على

دينه (۹)۔

(یعنی سب سے آخری نبی جس نے انہیں ختم کیا وہ سب آپ ﷺ کے ساتھ ختم کیے گئے۔ اب آپ ﷺ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کسی قسم کی خرابی کا باعث نہیں بنتا کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے تو وہ اسی (آپ ﷺ کے) دین پر ہوں

گے۔)

حافظ ابوالفداء عماد الدین بن کثیر (م ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں۔

فهذه آية نص في أنه لا نبي بعده واذا كان لا نبي بعده فلا رسول بالطريق الاولي والاخرى لان مقام الرسالة اخص من مقام النبوة فان كل رسول نبي ولا ينعكس (۱۰)۔  
(تو یہ آیت اس امر میں نص ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا تو رسول بطریق اولیٰ نہ ہوگا کیونکہ مقام رسالت مقام نبوت سے اخص ہے کیوں کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔)

آپ ﷺ کے بعد جو شخص بھی اس منصب کا دعویٰ کرتا ہے وہ کذاب، دجال، مفتری اور کافر ہے۔ خواہ وہ کسی قسم کے غیر معمولی کرشمے اور جادوگری کے کرتب دکھاتا پھرے اور اسی طرح قیامت تک جو شخص بھی اس منصب کا مدعی ہو وہ کذاب ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں۔

اللہ اس بات کو جانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور عیسیٰ جب نازل ہوں گے تو آپ ﷺ کی شریعت کے پیروکار ہوں گے (۱۱)۔

علامہ اسماعیل حقی (م ۱۱۳۷ھ) لکھتے ہیں۔

﴿خاتم النبیین﴾ عاصم نے اس کو ’ت‘ کی فتح کے ساتھ پڑھا ہے۔ جس کے معنی ’’آلہ ختم‘‘ کے ہیں۔ جس سے مہر لگائی جاتی ہے۔ جیسے ’’طالع‘‘ اس چیز کو کہتے ہیں جس سے ٹھہرا گیا جائے۔ یعنی آپ ﷺ انبیاء میں سب سے آخری نبی تھے جن سے نبیوں پر مہر لگائی گئی۔ باقی قراء نے ’’ت‘‘ کو کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ یعنی آپ خاتم بروزن فاعل ختم تھے۔ فارسی میں اسکو ’’مہر کنندہ نبیہاں‘‘ کہیں گے۔

پس آپ ﷺ کی امت کے علماء ولایت کے اعتبار سے آپ ﷺ کے وارث ہیں۔ اور آپ ﷺ کی ختمیت سے نبوت کی میراث منقطع ہو چکی ہے۔ اور آپ ﷺ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے میں قاصر نہیں ہے کیوں کہ آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ بنایا جائے گا (۱۲)۔

علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود الوسی بغدادی حنفی م ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں:

”والمراد بالنبي ماهو اعم من الرسول فيلزم من كونه ﷺ خاتم النبیین كونه خاتم

المرسلين والمراد بكونه عليه السلام وخاتمهم انقطاع حدوث و صف النبوة في احد من الثقليين بعد تحليه عليه السلام بهافي هذه النشأة (۱۳).

(اور نبی سے مراد وہ ہے جو رسول سے عام ہے تو آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے آپ ﷺ کا خاتم المرسلین ہونا بھی لازم آتا ہے۔ اور آپ ﷺ کے خاتم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس نشأة میں آپ ﷺ کا وصف نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد جنوں اور انسانوں میں سے کسی ایک کے لیے وصف نبوت کا انقطاع ہے)

رسول کریم ﷺ کا آخری نبی ہونا ایسی حقیقت ہے جس کی تصریح خود کتاب اللہ نے کر دی اور سنت سے واضح کر دیا ہے اور اس مسئلہ پر امت کا اجماع ہو چکا ہے لہذا اس کے خلاف جو بھی دعویٰ کرے گا وہ کافر قرار پائے گا (۱۴)۔  
ختم نبوت کی توضیح و تشریح کے بارے میں مسلم مفکرین کی آراء اور مختلف انداز بیان اور ان کا تجزیہ درج ذیل ہے:

**امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت (م ۱۵۰ھ)**

ایک شخص نے امام صاحبؒ کے زمانے میں نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھے موقع دو کہ اپنی نبوت کی علامات پیش کروں اس پر امام صاحبؒ نے فرمایا کہ جو شخص اس سے علامات کا مطالبہ کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا کیونکہ نبی کریم ﷺ فرما چکے ہیں میرے بعد کوئی نبی نہیں (۱۵)۔

**علامہ ابن حزم طاہری (م ۴۵۶ھ)**

”یقیناً وحی کا سلسلہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی اس کی صرف نبی کی طرف ہوتی ہے اور اللہ عزوجل فرما چکا ہے: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ (۱۶)(۱۷)۔

ابن حزمؒ مزید لکھتے ہیں:

ان تمام امور کا اقرار واجب ہے اور یہ بات صحیح طور پر ثابت ہو گئی کہ نبی اکرمؐ کے بعد کسی نبی کا وجود باطل ہے اور ہرگز نہیں ہو سکتا (۱۸)۔

اور ایسے ہی جو شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی اکرمؐ کے بعد سوائے عیسیٰؑ کے کوئی نبی ہے تو کوئی شخص اس کے کافر ہونے میں اختلاف نہیں کر سکتا ان سب امور پر صحیح اور قطعی حجت قائم ہو چکی ہے (۱۹)۔

**امام محمد بن غزالی (م ۵۰۵ھ)**

امت نے اس لفظ ”لانیسی بعدی“ سے بالاجماع یہ سمجھا ہے کہ نبی کریمؐ نے یہ بتا دیا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ رسول اور یہ کہ اس میں کسی قسم کی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ جو شخص اس کی تاویل کرے

اسے خاص معنی کے ساتھ مخصوص کرے گا اس کا کلام مجنونانہ خرافات کی قسم سے ہے اور یہ تاویل اس پر تکفیر کا حکم لگانے میں مانع نہیں ہے کیوں کہ وہ اس نص کو جھٹلا رہا ہے جس کے متعلق تمام امت کا اجماع ہے کہ اس کی تاویل و تخصیص نہیں کی جا سکتی (۲۰)۔

### قاضی عیاض بن موسیٰ مالکیؒ (م ۵۴۴ھ)

جو شخص خود اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرے یا جو نبوت کے اکتساب اور صفائی قلب کے ذریعے سے مرتبہ نبوت تک پہنچ جانے کو جائز رکھے جیسے فلسفی لوگ یا عالی متصوفین کہتے ہیں اور اسی طرح جو دعویٰ کرے کہ اس پر وحی آتی ہے اگرچہ نبی ہونے کا دعویٰ نہ کرے، ایسے سب لوگ کافر ہیں اور نبی کریم ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں کیوں کہ آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں کوئی نبی آپ ﷺ کے بعد آنے والا نہیں۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ جنہیں تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔ اور تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اس کے مفہوم اور مراد میں تاویل و تخصیص کی گنجائش نہیں ہے لہذا ان تمام لوگوں کے کفر میں شک کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں (۲۱)۔

### الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربیؒ (م ۶۳۸ھ)

پس نبوت کے ختم ہو جانے کے بعد اولیاء کے لئے صرف معارف باقی رہ گئے ہیں اور ”اوامر و نواہی“ کے دروازے بند ہو چکے ہیں پس اگر کوئی محمد ﷺ کے بعد یہ دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کوئی حکم دیا ہے یا کسی بات سے منع کیا ہے تو وہ مدعی شریعت ہے خواہ اسکی وحی شریعت محمدیہ کے موافق ہو خواہ مخالف وہ مدعی شریعت ضرور ہے (۲۲)۔ اس عبارت میں درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔

- ۱۔ ابن عربیؒ کے نزدیک مدعی شریعت صرف وہی نہیں جو شریعت محمدیہ کے بعد احکام جدیدہ لے کر آئے بلکہ جس کی وحی بالکل شریعت محمدیہ کے موافق ہو وہ بھی مدعی نبوت ہے۔
- ۲۔ شریعت کا ادعاء نبوت کے ادعاء کو مستلزم ہے لہذا مدعی شریعت، مدعی نبوت ہے۔ جس طرح نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اسی طرح آپ ﷺ کی شریعت کے بعد کوئی شریعت نہیں ہو سکتی۔
- ۳۔ آپ ﷺ کے بعد کسی شخص کا یہ دعویٰ کہ اس پر وحی آتی ہے یہ بھی نبوت کا دعویٰ ہے اسی طرح شریعت محمدیہ کے موافق وحی کا دعویٰ بھی ختم نبوت کا انکار ہے۔

### علامہ تفتازانی (م ۷۹۱ھ)

نبی کریم ﷺ کا کلام اور اللہ تعالیٰ کا کلام جو آپ ﷺ پر نازل ہوا اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ انبیاء علیہم

السلام کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں اور یہ کہ آپ ﷺ تمام انسانوں بلکہ تمام جن وانس کی طرف مبعوث ہوئے اس سے ثابت ہوا کہ آپ آخری رسول ہیں (۲۳)۔

**عارف باللہ امام شعرانی (م ۹۷۳ھ)**

” فان كان مكلفا ضربنا عنقه والا ضربنا عنه صفحا“ (۲۴)۔

(اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے چاہے موافق شریعت محمدیہ ہو یا مخالف شریعت محمدیہ۔ اگر وہ مکلف ہو (نابالغ اور مجنون نہ ہو) تو ہم اسے اس کی سزا میں قتل کر دیں گے ورنہ چھوڑ دیں گے)۔

**ملا علی بن سلطان محمد القاری (م ۱۰۱۴ھ)**

”دعوی النبوة بعد نبينا كفر بالا جماع“ (۲۵)۔

(ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ بالا جماع کفر ہے)۔

**امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (م ۱۰۳۴ھ)**

مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں بیان کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت کے کالمین کو حضور ﷺ کے کمالات سے حصہ ملتا ہے اور یہ حضرات کالمین کمالات ولایت کے ساتھ ساتھ کمالات نبوت سے بھی فیضیاب ہوتے ہیں۔ مجدد الف ثانی کے ہاں یہ کمالات نبوت حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کو بھی بدرجہ اتم حاصل ہوئے اور مقام محمدی کی کامل تجلی بطور وراثت اور کمال متابعت ان کالمین امت پر اتری۔ ان کالمین امت نے اس کمال پیروی، فرط محبت بلکہ عنایت ربانی اور موہبت یزدانی سے حضور ﷺ کے کمالات کو اپنے اندر اس طرح جذب کیا کہ اس کے باوجود ان حضرات میں سے کسی نے نہ کسی ظلی نبوت کا دعویٰ کیا اور نہ بطور انعکاس کوئی نبی یا رسول ہوا۔ کمالات نبوت سے بہرہ ور ہونے اور مقام محمدی کی کامل تجلی کے باوجود یہ حضرات ہرگز نبی یا رسول نہ ہوئے کیونکہ خاتم النبیین پر نبوت و رسالت ہر اعتبار سے ختم ہو چکی تھی (۲۶)۔

مجدد الف ثانی کے اس ارشاد سے یہ باتیں پوری طرح واضح ہیں:

۱۔ کمال متابعت سے جو کمالات نبوت ملتے ہیں ان کمالات کا حاصل انسان کو مقام نبوت پر فائز نہیں کر سکتا۔

۲۔ صدیق اکبر جنہیں کمالات نبوت حاصل تھے وہ بھی نبی نہ تھے اور کمالات نبوت متابعت سے ملتے ہیں وہ انبیاء نہیں بلکہ وہ غیر انبیاء ہوتے ہیں۔

مجدد الف ثانی میر محمد نعمان کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

شراک سابقہ میں او العزم پیغمبروں کی رحلت کے بعد ایک ہزار سال تک ایسے انبیاء کرام اور رسل عظام مبعوث

ہوتے رہتے جو ان پہلے اور العزم پیغمبروں کی شریعت کی ترویج و تقویت کرتے رہتے تھے۔ جب اس پیغمبر کی شریعت کا دورہ دعوت ختم ہو جاتا اور اور العزم پیغمبر مبعوث ہو جاتا۔ آپ ﷺ کی شریعت چونکہ ہرنسخ و تبدیلی سے محفوظ ہے آپ ﷺ کی امت کے علماء کو انبیاء کا حکم دے کر حضور ﷺ کی شریعت کی ترویج و اشاعت اور تقویت ان کے سپرد کر دی گئی اس کے باوجود ایک اور پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپ ﷺ کا تابع قرار دیا گیا۔ تاکہ وہ بھی آپ ﷺ کی شریعت کی ترویج و تقویت کرے (۲۷)۔

اس عبارت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا کام اب علماء امت محمدیہ کے سپرد ہے اس لئے مہر نبوت اب ختم ہے یعنی علمائے امت محمدیہ کو انبیاء کے ورثاء ٹھہرا کر نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔

### ملائم الدین (م ۱۱۶۱ھ)

اگر آدمی یہ نہ جانے کہ محمد ﷺ سب سے آخری نبی ہیں، تو وہ مسلمان نہیں۔ اگر کہے کہ میں رسول اللہ ہوں یا فارسی میں کہے۔ ”من پیغمبرم“ اور اس کی مراد یہ ہو کہ وہ پیغام لانے والا ہے تو اس کی تکفیر کی جائے گی (۲۸)۔

### شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ)

”النبوۃ انقطعت بوفات النبی ﷺ“ (۲۹)۔

(پس نبوت آپ ﷺ کی وفات کے ساتھ ختم ہو چکی ہے)۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بیان کا ما حاصل یہ ہے کہ ہر طرح کی نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکی ہے، چاہے نئی شریعت والی ہو یا پہلی شریعت سے تو اور رکھنے والی ہو۔ ختم نبوت کے بعد اگر کوئی چیز ہے تو وہ خلافت راشدہ ہے۔ پس نبوت و خلافت کے مابین اگر کسی بروزی یا ظلی نبوت کا کوئی ادنیٰ سا امکان بھی باقی ہوتا تو آپ ﷺ بیان فرماتے کیونکہ مقام ذکر میں عدم ذکر، ذکر عدم کا فائدہ دیتا ہے۔

ارباب عقائد و کلام کے یہ تمام اقوال و تصریحات ہمارے سامنے ہیں جن سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد نبوت، وحی اور نئی شریعت کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا۔ کوئی بھی شخص جو نئی نبوت، نئی شریعت یا وحی کے آنے کا دعویٰ کرے اسے ختم نبوت کا انکار سمجھا جائے گا۔ اس ضمن میں دلائل صریح، واضح ہیں اور کسی تشریح و توضیح کے محتاج نہیں۔

علامہ اقبال فلسفہ ختم نبوت کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

اسلام میں نبوت چونکہ اپنے معراج کمال کو پہنچ گئی لہذا اس کا خاتمہ ضروری ہو گیا اسلام نے خوب سمجھ لیا تھا کہ انسان ہمیشہ سہاروں پر زندگی بسر نہیں کر سکتا اس کے شعور ذات کی تکمیل ہو گئی تو یونہی کہ وہ خود اپنے وسائل سے کام لینا

دیکھے۔ (جیسا تعلیمات قرآنی کا مقصود بھی ہے) یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اگر دینی پیشوائی کو تسلیم نہیں کیا یا موروثی بادشاہت کو جائز نہیں رکھا یا بار بار عقل اور تجربے پر زور دیا یا عالم فطرت اور عالم تاریخ کو علم انسانی کا سرچشمہ ٹھہرایا تو اس لئے کہ ان سب کے اندر یہی نکتہ مضمّن ہے (کہ انسان اپنے وسائل سے کام لے اس کے قوائے فکر و عمل پیدا ہوں اور وہ اپنے اعمال و افعال کا اپنے آپ کو جوابدہ ٹھہرائے) کیوں کہ یہ سب تصور خاتمیت ہی کے مختلف پہلو ہیں۔ لیکن یہاں یہ غلط فہمی نہ ہو کہ حیات انسانی اب واردات باطن سے جو باعتبار نوعیت (ان معنوں میں کہ اس کا تعلق ادراک بالحواس سے نہیں) انبیاء کے احوال و واردات سے مختلف نہیں، ہمیشہ کے لئے محروم ہو چکی ہے۔ قرآن مجید نے آفاق و انفس دونوں کو علم کا ذریعہ ٹھہرایا ہے اور اس کا ارشاد ہے: کہ آیات الہیہ کا ظہور محسوسات و مدرکات (محسوسات یعنی ہماری واردات شعور ہمارے داخلی احوال اور مدرکات یعنی ہمارے وہ مشاہدات جن کا تعلق عالم فطرت کے مطالعہ سے ہے) ہیں خواہ ان کا تعلق خارج کی دنیا سے ہو یا داخل کی، ہر کہیں ہو رہا ہے لہذا ہمیں چاہیے کہ اس کے ہر پہلو کی قدر و قیمت کا مکمل اندازہ کریں اور دیکھیں کہ اس حصول علم میں کہاں تک مدد مل سکتی ہے (لہذا اس کی تنقید لازم ٹھہری) حاصل کلام یہ ہے کہ تصور حاکمیت سے یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہیے کہ زندگی میں اب صرف عقل کا ہی عمل دخل ہے۔ جذبات کے لئے اس میں کوئی جگہ نہیں یہ بات نہ کبھی ہو سکتی ہے نہ ہونی چاہیے اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ واردات باطن کی کوئی بھی شکل ہو ہمیں بہر حال حق پہنچتا ہے کہ عقل اور فکر سے کام لیتے ہوئے اس پر آزادی کے ساتھ تنقید کریں (۳۰)۔

مزید لکھتے ہیں:

ختم نبوت کا مسئلہ مسلمانوں کے دل و دماغ کا مسئلہ ہے اس کے لیے مسلمان شروع ہی سے بڑا حساس رہا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کی نسبت امام موافق بن احمد اکتلی لکھتے ہیں کہ ان کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے سچا ہونے کی نشانیاں دکھانے کی خاطر مہلت مانگی امام صاحبؒ نے سنا تو فرمایا جس کسی نے اس تہمتی سے کوئی علامت طلب کی، کافر ہو جائے گا کیوں کہ اس طرح نبی کریم ﷺ کے فرمان ”لا نبی بعدی“ کی تکذیب لازم آئے گی (۳۱)۔

علامہ اقبالؒ اس دور کے عظیم مسلمان فلسفی تھے۔ تاریخ اسلام اور قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ پر ان کی گہری نظر تھی اور وہ خوب جانتے تھے کہ قوموں کا شیرازہ کیسے مجتمع ہوتا ہے اور کیونکر بکھر جاتا ہے۔ ان کے نزدیک اسلامی وحدت دو چیزوں سے عبارت تھی۔

1- توحید

2- ختم نبوت

علامہ انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں:

در اصل عقیدہ ختم نبوت، ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لیے فیصلہ کن ہے کہ (فلاں) فرد گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں (۳۲)۔  
مولانا محمد اسحاق سندیلوی لکھتے ہیں:

”اس امت کی استقامت اور بقاء کا راز کیا ہے؟ اس کا راز عقیدہ ”ختم نبوت“ ہے۔ فلسفیوں کی مطالعہ انگیزیاں یہود و نصاریٰ کی ریشہ دو انیاں، فاسقانہ تمدنوں کی سحر طرازیوں سب نے اسے دعوت ضلال دی مگر اس نے کسی طرف التفات نہیں کیا۔

جبکہ داخلی دشمنوں کی دسیسہ کاریاں اس سے بڑھ کر تھیں منافقوں کی منافقانہ کارروائیاں ایک طرف تھیں، جھوٹے اور مفتری مدعیان نبوت سے بھی اسے بکثرت واسطہ پڑا مگر ان کے لغویات کے اوپر کان بھی نہیں دھرا۔ صرف اتنا ہوا کہ امت کے وہ افراد جن کے دل نفاق کے زہر سے مسموم و ماؤف ہو چکے تھے اور جو امت کے جسم کا فضلات یا بد گوشت کی حیثیت رکھتے تھے، مفسدوں اور فتنہ انگیزوں کے دام فریب میں مبتلا ہو کر امت سے خارج ہو گئے لیکن بحیثیت مجموعی امت کا جسم بدستور سلامت رہا نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس کی وفاداری میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ امت نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین اور آخری نبی سمجھتی ہے۔ قرآن مجید کو خاتم الکتب اور اللہ تعالیٰ کا آخری ہدایت نامہ جانتی ہے۔ اس لئے اسے کبھی کسی نئے ہادی کا انتظار نہیں رہا تھا۔ اگر کسی نئے داعی نے اسے اپنی طرف بلانا چاہا تو اسے اسکی صداقت کا ادنیٰ سا احتمال بھی پیدا نہیں ہوا بلکہ اس نے اس کی آواز سنتے ہی اسے کذاب و مفتری سمجھ لیا اور اس کی گمراہ کن باتوں سے ذرہ برابر بھی متاثر نہ ہوئی بلکہ کتاب و سنت کے ساتھ اس کی وابستگی اور زیادہ قوی ہو گئی۔

اس امت کی بقاء اس کے عقیدہ ختم نبوت سے وابستہ ہے۔ اگر یہ عقیدہ نہ ہوتا، تو یہ امت باقی نہ رہتی۔ یہ حقیقت ہے کہ اپنی کتاب، اپنے نبی کی سنت کی حفاظت اور بقا کے لئے جیسی کوششیں اور جیسا اہتمام امت محمدیہ نے کیا ہے اس کی نظیر بلکہ اس کی چوتھائی کی نظیر بھی کسی امت اور کسی قوم میں نہیں مل سکتی جس کا اثر یہ ہے کہ کتاب و سنت اس طرح محفوظ ہے گویا آج محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ امانت ہمارے سپرد فرمائی ہے اس کی یہ خصوصیت کیوں ہے؟ کیا سابقہ امتوں کو اپنے انبیاء اور کتابوں سے وابستگی نہ تھی؟ اس کا چوتھائی اہتمام بھی ان کے تحفظ کے لئے نہیں کیا۔ اس کا جواب یقیناً آپ کو ”ختم نبوت“ کے عنوان کے تحت ملے گا۔ دوسری امتوں نے یہ اہتمام اس لیے نہیں کیا کہ انہیں دوسرے انبیاء کے آنے کی توقع تھی وہ سمجھتی تھی کہ اگر یہ ہدایت گم ہو جائے گی تو دوسری ہدایت آجائے گی۔ یہ نبی نہ رہیں گے تو دوسرے نبی آجائیں گے وہی کتاب کی بھی حفاظت کریں گے اطمینان کی وجہ سے انہوں نے اس سرمایہ کی حفاظت کا اہتمام نہیں کیا جبکہ اس امت محمدیہ ﷺ کو یقین تھا کہ آخری کتاب آپچی آخری نبی ظاہر ہو چکے اگر ہم اس کتاب یا اس نبی کی سنت کو گم کر دیں گے تو کبھی

ہدایت نہ پاسکیں گے۔ اس لئے انہوں نے ان دونوں کی حفاظت اور بقاء کے لیے اپنی پوری قوت صرف کر دی اور اتنا اہتمام کیا اور ان دونوں کی ایسی حفاظت کی جو اپنی نظیر آپ ہے۔ اگر عقیدہ ختم نبوت نہ ہوتا تو یہ امت بھی کتاب و سنت کی حفاظت کا ایسا اہتمام نہ کرتی اور اہم سابقہ کی طرح ان رہبروں سے محروم ہو کر وادی ہلاکت میں برباد ہو جاتی۔ بے شک اگر محمد رسول ﷺ پر نبوت ختم نہ ہوتی تو یہ امت بھی ختم ہو جاتی۔ گویا ختم نبوت اس امت کے مخصوص مزاج کا تقاضا اور اسے خاتم النبیین کی امت بنا کر نبوت کا دروازہ بالکل بند کر دینا حکمت و رحمت الہی کا اقتضاء ہے“ (۳۳)۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی ختم نبوت کے اجتماعی پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ”یہ امر نظر انداز نہ کیا جانا چاہیے کہ ختم نبوت کا یہ عقیدہ محض ایک اعتقادی مسئلہ نہیں ہے جس میں اختلاف رونما ہونے کے اثرات و نتائج صرف فکر و خیال کی دنیا تک محدود رہ سکتے ہوں بلکہ یہ واحد بنیاد ہے جس پر مسلمانوں کی پوری قومی عمارت رہ سکتی ہے جس کے بقاء پر مسلم ملت کی وحدت اور اس کا استحکام منحصر ہے اور جس کے متزلزل ہو جانے کے اثرات و نتائج محض ”مذہب“ کے دائرے تک محدود رہ جانے والے نہیں ہیں بلکہ تمدنی، سیاسی، معاشی، اجتماعی اور بین الاقوامی ہر حیثیت سے ہمارے لئے سخت منسلک ہیں۔ تاریخ کے دوران میں مسلمانوں کے درمیان عقائد، اصول اور فروع میں بے شمار اختلافات رونما ہو چکے ہیں اب بھی ہوئے جارہے ہیں جن کے نہایت برے اثرات ہماری اجتماعی زندگی پر مرتب ہوئے ہیں اور ہورہے ہیں مگر شروع سے آج تک جس چیز نے تمام نفرتوں اور اختلافات کے باوجود ہم سب کو ایک ملت بنا رکھا ہے اور جس چیز کی ہدایت ہمیشہ قومی خطرات و مصائب کے وقت یا اہم قومی مسائل پیش آنے پر ہمارا متحد ہو کر کام کرنا ممکن ہوا ہے وہ صرف ایک رسول کی پیروی پر ہمارا متفق ہونا ہے یہ ایک بنیاد بھی اگر متزلزل ہو جائے اور نئے نئے رسولوں کی دعوتیں اٹھ کر ہمیں الگ الگ امتوں میں بانٹنا شروع کر دیں تو پھر کوئی طاقت ہمیں مستقل طور پر پراگندہ ہونے سے نہ بچا سکے گی اور کوئی چیز ایسی باقی نہیں رہے گی جو ہم کو کبھی جمع کر سکے گی“ (۳۴)۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ختم نبوت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اگر ختم نبوت کا عقیدہ نہ ہوتا تو انسان اپنے اوپر اعتماد کھو بیٹھتا اور ایک مسلسل تذبذب کا شکار رہتا اور بجائے زمین کی طرف دیکھنے کے اپنی نگاہیں آسمان سے ہی لگائے رہتا۔ اس کے ساتھ وہ اپنے مستقبل کی طرف سے بھی مسلسل تذبذب اور بے یقینی کی حالت میں رہتا اس کے گرد و پیش شک و شبہ کی فضا قائم رہتی اور وہ برابر مدعیان نبوت کی ابلہ فریبی کا شکار رہتا اور جب کبھی کوئی مدعی نبوت اس سے کہتا کہ انسانیت کا چمن اب تک نامکمل اور غیر آراستہ تھا۔ میں نے آکر اس کی چمن بندی اور آراستی کی تو وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا کہ جب یہ چمن اب تک نامکمل تھا تو مستقبل میں بھی اس کی تکمیل کی کیا ضمانت دی جاسکتی ہے“ (۳۵)۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ لکھتے ہیں:

”نبیؐ جب بھی کسی قوم میں آئے گا فوراً اس میں کفر و ایمان کا سوال اٹھ کھڑا ہوگا جو اس کو مانیں گے وہ ایک امت قرار پائیں گے اور جو اس کو نہ مانیں گے وہ لامحالہ دوسری امت ہوں گے ان دونوں امتوں کا اختلاف محض فردی اختلاف نہ ہوگا بلکہ ایک نبی پر ایمان لانے اور نہ لانے کا ایسا بنیادی اختلاف ہوگا جو انہیں اس وقت تک جمع نہ ہونے دے گا جب تک ان میں کوئی ایک عقیدہ نہ چھوڑ دے پھر ان کے لئے عملاً بھی ہدایت اور قانون کے ماخذ الگ الگ ہوں گے کیونکہ ایک گروہ اپنے تسلیم کردہ نبی کی پیش کی ہوئی وحی اور اس کی سنت سے قانون لے گا اور دوسرا گروہ اس کے ماخذ قانون ہونے کے سرے سے منکر ہوگا اس بناء پر ان کا ایک مشترکہ معاشرہ بن جانا کسی طرح بھی ممکن نہ ہوگا (۳۶)۔“

پہلی صدی ہجری سے آج تک تاریخ اسلام کی ہر صدی کے اکابرین شامل ہیں۔ تمام دنیائے اسلام متفقہ طور پر خاتم النبیین کے معنی ”آخری نبی“ سمجھتی رہی حضور ﷺ کے بعد نبوت کے دروازے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند تسلیم کرنا ہر زمانے میں تمام مسلمانوں کا متفق عقیدہ رہا ہے اور اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا کہ جو شخص محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور جو اس دعوے کو مانے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اس سلسلے میں تین توجیہات پیش کی ہیں:

۱۔ اگر بضر محال نبوت کا دروازہ واقعی کھلا بھی ہو، اور کوئی نبی آ بھی جائے تو ہم بے خوف و خطر اس کا انکار کر دیں گے خطرہ ہو سکتا ہے تو اللہ کی باز پرس ہی کا تو ہو سکتا ہے۔ وہ بروز قیامت پوچھ سکتا ہے تو ہم یہ سارا ریکارڈ برسر عدالت پیش کر دیں گے جس سے ثابت ہو جائے گا کہ قرآن و سنت نے ہمیں معاذ اللہ کفر کے خطرے میں ڈالا تھا۔ ہمیں قطعاً کوئی اندیشہ نہیں۔ لیکن اگر نبوت کا دروازہ واقعی بند ہے اور کوئی نبی آیا تو انہیں اس کے باوجود کوئی مدعی نبوت پر ایمان لاتا ہے تو اس کو سوچ لینا چاہیے کہ اس کفر کی پاداش میں عدالت خداوندی میں کیا ریکارڈ پیش کرے گا۔

۲۔ قرآن مجید سے جب ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی کے تقرر کی ضرورت کن کن حالات میں پیش آتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ صرف چار حالتیں ایسی ہیں جن میں انبیاء مبعوث ہوتے ہیں۔

اول یہ کہ کسی خاص قوم میں نبی بھیجنے کی ضرورت اس لیے ہو کہ اس میں پہلے کبھی کوئی نبی نہ آیا تھا اور کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام بھی اس تک نہ پہنچ سکتا تھا۔

دوم یہ کہ نبی بھیجنے کی ضرورت اس وجہ سے ہو کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کی تعلیم بدل دی گئی ہو یا اس میں تحریف کر دی گئی ہو اس کے نقش قدم کی پیروی کرنا ممکن نہ ہو۔

سوم یہ کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کے ذریعہ مکمل تعلیم و ہدایت لوگوں کو نہ ملی ہو اور تکمیل دین کے لئے انبیاء کی ضرورت ہو۔

چہارم یہ کہ ایک نبی کے ساتھ اسکی مدد کے لئے ایک اور نبی کی حاجت ہو۔

اب یہ ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی ضرورت بھی نبی کریم ﷺ کے بعد باقی نہیں رہی۔ اب ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ پانچویں وجہ کونسی ہے جس کے لیے آپ ﷺ کے بعد ایک نبی کی ضرورت ہو؟ اگر کوئی کہے کہ قوم بگڑ گئی اس لئے اصلاح کی خاطر ایک نبی کی ضرورت ہے تو ہم اس سے پوچھیں گے کہ محض اصلاح کے لئے نبی دنیا میں کب آیا ہے کہ آج صرف اس کام کے لیے وہ آئے؟ نبی تو اس لیے مقرر ہوتا ہے کہ اس پر وحی کی جائے اور وحی کی ضرورت یا تو کوئی نیا پیغام دینے کے لیے ہوتی ہے یا پچھلے پیغام کی تکمیل کرنے کے لیے یا ان تحریفات سے پاک کرنے کے لیے۔ قرآن و سنت کے محفوظ ہو جانے اور دین کے مکمل ہو جانے کے بعد جب وحی کی سب ممکن ضرورتیں ختم ہو چکیں ہیں تو اب اصلاح کے لئے مصلحین کی حاجت باقی رہتی ہے نہ کہ انبیاء کی۔

۳۔ ختم نبوت امت مسلمہ کے لیے اللہ کی ایک بہت بڑی رحمت ہے جس کی بدولت ہی اس امت کا ایک دائمی اور عالمگیر برادری بننا ممکن ہوا ہے اس چیز نے مسلمانوں کو ایسے ہر بنیادی اختلاف سے محفوظ کر دیا ہے جو ان کے اندر مستقل تفریق کا موجب ہو سکتا ہو اب جو شخص بھی آپ ﷺ کو اپنا ہادی اور رہبر مانے اور ان کی دی ہوئی تعلیم کے سوا کسی اور مآخذ ہدایت کی طرف رجوع کرنے کا قائل نہ ہو وہ اس برادری کا فرد ہے اور ہر وقت ہو سکتا ہے یہ وحدت اس امت کو کبھی نصیب نہ ہو سکتی تھی اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا۔ کیونکہ ہر نبی کے آنے پر یہ پارہ پارہ ہوتی رہتی۔

آدمی سوچے تو اس کی عقل خود یہ کہہ دے گی جب تمام دنیا کے لیے ایک نبی بھیج دیا جائے اور جب اس نبی کے ذریعے سے دین کی تکمیل بھی کر دی جائے۔ اور جب اس نبی کی تعلیم کو پوری طرح محفوظ بھی کر دیا جائے تو نبوت کا دروازہ بند ہو جانا چاہیے تاکہ اس آخری نبی کی پیروی پر جمع ہو کر تمام دنیا میں ہمیشہ کے لیے اہل ایمان کی ایک امت بن سکے اور بلا ضرورت ”ظلی“، ”ہویا“، ”بروزی“، ”امتی“ ہو یا صاحب شریعت اور صاحب کتاب۔ بہر حال جو شخص نبی ہوگا اور خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہوگا اس کے آنے کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ اس کے ماننے والے ایک امت بنیں اور نہ ماننے والے کافر قرار پائیں۔ یہ تفریق اس حالت میں تو ناگزیر ہے جب کہ نبی کے بھیجے جانے کی فی الواقع ضرورت ہو مگر جب اس کے آنے کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے تو خدا کی حکمت اور اس رحمت سے یہ بات قطعی بعید ہے کہ وہ خواہ مخواہ اپنے بندوں کو کفر و ایمان کی کشمکش میں مبتلا کرے اور انہیں کبھی ایک امت نہ بننے دے لہذا جو کچھ قرآن سے ثابت ہوا اور جو کچھ سنت اور اجماع سے ثابت ہے عقل بھی اس کو صحیح تسلیم کرتی ہے اور اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اب نبوت کا دروازہ بند رہنا چاہیے (۳۷)۔

ختم نبوت کا سب سے پہلا امتیاز یہ تھا کہ آپ ﷺ کا پیغام کل دنیا کی طرف تھا۔ اس سے پہلے نبی اپنی اپنی قوم

کی طرف ہی آتے رہے اور کسی نے سب قوموں کی طرف ہونے کا اعلان نہیں کیا آپ ﷺ کے سوائے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کی طرف ایسا دعویٰ منسوب کیا گیا ہو لہذا نبی کریم ﷺ ہی ایک نبی ہیں جو کل دنیا کی طرف مبعوث ہوئے اور یہ بھی ختم نبوت کی قوی شہادت ہے کیوں کہ جب ایک کامل تعلیم والا نبی کل دنیا کی طرف مبعوث ہو گیا تو اب دوسرے کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ وہ رسالت کا دعویٰ کرے۔

جس طرح یہ سچ ہے کہ ہمارے نبی کریم سے پہلے کسی نبی نے کل دنیا کی طرف مبعوث ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اسی طرح یہ بھی سچ ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے یہ ضرور قرار دیا ہو کہ تم دنیا کے پہلے سارے نبیوں پر ایمان لاؤ۔ درحقیقت یہ ختم نبوت کا دوسرا بڑا ثبوت ہے قرآن کریم کے آغاز ہی میں ہر مومن کے لیے یہ ضروری قرار دیا گیا ﴿وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ (۳۸) (وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو تیری طرف اتارا گیا اور اس پر جو تم سے پہلے اتارا گیا۔) اب ﴿وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ میں اس تمام وحی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے جو آپ ﷺ سے پہلے نازل ہو چکی ہے اور دوسری طرف ﴿لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ (۳۹) کہہ کر یہ بتا دیا کہ ہدایت لانے والے ہر قوم میں ہو چکے ہیں۔ اس طرح پھر جس قدر کل قوموں میں ہدایتیں نازل ہو چکی تھیں ان سب پر ایمان ضروری قرار دیا۔

اس سے دو طرح کے پہلوؤں کی وضاحت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیم جامع تھی اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا تھا۔ اول اس طرح کہ اگر آپ ﷺ کی تعلیم جامع نہ ہوتی اور سارے انبیاء کی کتب قیما کو اپنے اندر سمو لینے والی نہ ہوتی تو کیا ضرورت تھی کہ پہلی وحی پر ایمان لانا ضروری قرار دیا جاتا گویا پہلے رسولوں کی متفرق قوموں میں آمد اس بات کی شہادت تھی کہ سب سے آخر ایک ہی رسول کل قوموں کی طرف آنے والا ہے۔ جس کی قبولیت کے لیے سب نبی اور رسول اپنی اپنی قوموں کو تیار کرتے آئے تھے۔ دوسرا اس طرح کہ صاف الفاظ میں ﴿مِنْ قَبْلِكَ﴾ کا لفظ فرمایا یعنی ایمان لانا صرف اس وحی پر ضروری قرار دیا جو آپ ﷺ سے پہلے نازل ہو چکی ہے۔ جس سے پتہ چلا کہ آپ کے بعد کوئی وحی ایسی نازل نہ ہونے والی تھی جس پر ایمان لانا اصول اسلام میں داخل ہو اور اس طرح پر آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے پر یہ ایک قطعی شہادت ہے۔

اب کوئی شخص یہ کہے کہ دوسری جگہ قرآن مجید میں ہے کہ ﴿كُلُّ أَمْنٍ بِاللَّهِ وَمَلَأَتْهُ وَكُتِبَهِ وَرُسُلِهِ﴾ (۴۰) یعنی رسول اور مومن سب ایمان لاتے ہیں اللہ پر اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر یا یہ پیش کر کے کہ ﴿لَا نُنْفِرُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ﴾ سب رسولوں کو ماننا ضروری ہے اور اس سے یہ استدلال کرے کہ آنحضرت کے بعد جو رسول آئیں انکا بھی ماننا ضروری ہے۔ تو یہ سراسر باطل ہے اس لئے قرآن کریم نے تو اپنے منشا کو کھول کر ﴿وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ میں بتا دیا یعنی آپ ﷺ سے پہلے مبعوث ہو چکے ایک آیت کے دوسری آیت

کے خلاف معنی نہیں لئے جاسکتے بلکہ وہی معنی لئے جائیں گے جن سے دونوں آیتوں میں تطبیق ہو پس واما نزل من قبلک میں کسی طرح بعد کی وحی داخل نہیں ہو سکتی اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی ایسی وحی آنے والی نہیں آپ ﷺ ہی آخری نبی ہیں جبکہ ﴿كُلُّ اٰمَنٍ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ﴾ کے ساتھ صاف طور پر کتابوں کا ذکر ہے اس لئے خو دید آیت اپنے معنی کی آپ تشریح کرتی ہے۔ ہاں بعض لوگ ﴿وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوقِنُوْنَ﴾ (۴۱) کا یہ معنی کرتے ہیں کہ پیچھے آنے والی وحی پر یقین رکھتے ہیں اور اس سے منکرین ختم نبوت اپنے نبی کی وحی مراد لیتے ہیں یہ بے سود کوشش ہے پورے قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی ”الْاٰخِرَةَ“ کا لفظ آیا ہے کہیں بھی اس سے مراد ”آخری وحی“ کے نہیں ہے۔ ﴿بِمَا اُنزِلَ اِلَيْكَ﴾ سے مراد قرآن مجید اور ﴿وَمَا اُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ سے مراد سابقہ کتب مقدسہ ہیں۔ اب آخرت والی کو ن سی کتاب ہوگی یا آخرت والی کتنی اور مقدس کتابیں ہوتی رہیں گی؟

پس جب کتاب ہی کوئی نہیں تو یقین اور ایمان کس بات پر لایا جائے گا محض اس بات پر کہ آپ کے بعد کوئی وحی آنے والی ہے اس آیت یہ قطعی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ آپ ﷺ ہی آخری نبی ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نبوت نہیں اور آپ ﷺ کی نبوت کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔

ہر چیز کا انحصار ضرورت پر ہوتا ہے۔ مثلاً جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ صرف شریعت کا دروازہ بند ہے اور غیر تشریحی نبوت کا دروازہ کھلا ہے ان سے اگر یہ دریافت کیا جائے کہ شریعت کا دروازہ آخر کیوں بند ہوا؟ تو یہی جواب دیں گے کہ شریعت کی قرآن نے تکمیل کر دی اس لئے اب چونکہ کسی جدید حکم شریعت کی ضرورت نہیں رہی اس لئے شریعت کا دروازہ بند ہو گیا، تو جس طرح تکمیل شریعت سے شریعت کا دروازہ بند ہو گیا بالکل اسی طرح تکمیل نبوت سے نبوت کا دروازہ بند ہو گیا الختصر اب اگر نبی آجائے تو رسول کریم ﷺ کی نبوت ناقص ہوئی جو بالبداهت باطل ہے۔

اللہ تعالیٰ جس نے اپنے محبوب کو اپنا رسول بنایا اور پھر اس ذات پاک پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا وہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے دنیا کے حالات ہزاروں پلٹے کھائیں معاشی اور سیاسی میدانوں میں کتنے انقلاب کیوں نہ برپا ہوں ہر قوم کے لئے ہر زمانہ میں فلاح دارین کا راستہ دکھانے کے لئے کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہیں۔ یوں نہیں ہے کہ سلسلہ نبوت بند کرنے کا فیصلہ کسی ایسی ہستی نے کیا ہو جو آنے والے حالات سے بے خبر ہے مختلف قوموں اور ملکوں کی ضرورتوں سے ناواقف ہے بلکہ یہ فیصلہ اس ذات و لاصفات کا ہے جو کائنات کی ہر چیز سے واقف ہے اور ان تمام امور سے بھی باخبر ہے جن پر عالم انسانیت کی فلاح و بقا کا انحصار ہے اس لئے اس کے فیصلے اٹل ہیں وہ منسوخ نہیں ہو سکتے ان میں کسی ترمیم کی قطعاً گنجائش نہیں۔

## نتائج بحث

عقیدہ ختم نبوت کی تشریح و توضیح سے متعلق اس مطالعہ میں علماء و مفکرین کی آراء کے تجزیاتی مطالعہ سے جو نتائج حاصل ہوئے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

- ۱- عقیدہ ختم نبوت سے متعلق آیت کی تفسیر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خاتم کا لفظ چاہے تاء کے زبر کے ساتھ ہو یا تاء کے زیر کے ساتھ اس سے معنی و مال میں کوئی فرق لازم نہیں آتا۔
- ۲- ختم نبوت پر صریح نص ہر قسم کی نبوت کے خاتمہ پر دلالت کرتی ہے۔ لہذا نبی ﷺ کے وصال کے بعد ہر قسم کی نبوت کا باب ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا۔
- ۳- خاتم النبیین کا بیان یہ خاتم المرسلین کو بھی لازم ہے اس لیے کہ نبوت عام جب کہ رسالت خاص ہے تو جب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو آپ ﷺ کے بعد کسی رسول کا نہ ہونا بدرجہ اولیٰ ثابت و لازم ہے۔
- ۴- حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد کسی اور نبی کی بعثت کا کوئی محرک باقی نہیں رہا لہذا کسی اور نبی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
- ۵- وحی کے نزول کا دعویٰ دراصل دعویٰ نبوت کو مستلزم ہے اس لیے اگر کوئی یہ کہے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے تو اس کے اس قول کو ختم نبوت کے انکار پر محمول کیا جائے گا۔
- ۶- ختم نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت پر ایک رحمت ہے جس کے ذریعے اس امت اور اس شریعت کو عالمگیر درجہ حاصل ہوا اور پھر یہ ایک ایسا نظریہ ہے جو تمام امت مسلمہ کے اتحاد و اتفاق کا حقیقی موجب ہے۔

## حواشي وحواله جات

- ١- سورة الأعراف، ٣٣: ٢٥-
- ٢- جوهرى، علامه، اسماعيل بن حماد، الصحاح (٣٩٨هـ)، بيروت: مطبوعه دارالعلم، ١٣٥٠هـ-
- ٣- افريقى، ابن منظور، محمد بن كرم (م ٤١١هـ)، لسان العرب، الفصل الخامن باب الميم، قم ايران: مطبوعه نشر ادب الكلوذة، ١٣٥٥هـ-
- ٢- طبرى، ابو جعفر، محمد بن جرير (م ٣١٠هـ)، جامع البيان فى تاويل آى القرآن، بيروت: مطبوعه اداره اندلس، ١٣٨٥هـ، ١٣-١٢/٢٢-
- ٥- بغوى، محي السنه، الحسين بن مسعود، معالم التنزيل، بيروت: مطبوعه دارالفكر، ١٣١٠هـ، ١٥٨/٣-
- ٦- جارالله، زحشى، علامه محمود بن عمر، تفسير الكشاف، مصر، مطبوعه المدبوعه، ١٣٣٣هـ، ٢١٥/٢-
- ٤- رازى، فخر الدين، محمد بن ضياء الدين بن عمر (م ٦٠٦هـ)، مفاتيح الغيب، بيروت: مطبوعه دارالفكر، ٥٨١/٦-
- ٨- نسفى، حافظ الدين، احمد بن محمد (م ٤١٠هـ)، مدارك التنزيل، پشاور: مطبوعه دارالكتب العربيه، ٢٤١/٥-
- ٩- بيضاوى، قاضى ابوالخير عبداللهد بن عمر، أنوار التنزيل و أسرار التاويل، بيروت: مطبوعه دارصادر، ١٨٢/٢-
- ١٠- ابن كثير، حافظ، ابوالفداء، عماد الدين، تفسير القرآن العظيم، مطبوعه اداره اندلس بيروت ١٣٨٥هـ، ٢٩٣/٣-٢٩٢-
- ١١- سيوطى، جلال الدين، تفسير الجلالين، لاهور: قديمى كتب خانده، ص: ٦٨-٤-
- ١٢- حقى، علامه اسماعيل، روح البيان، كويت: مطبوعه مكتبة اسلاميه، ١٨٨/٢٢-
- ١٣- آلوسى، ابوالفضل، شهاب الدين، سيد محمود، روح المعاني، بيروت: مطبوعه داراحياء التراث العربى، ٢٣/٢٢-
- ١٢- ايضاً، ٣٩/٢٢-
- ١٥- اكملى، امام، موافق بن احمد، مناقب الامام الاعظم ابى حنيفه، حيدرآباد، 132هـ، ١٦١/١-
- ١٦- سورة الأعراف، ٣٣: ٢٥-
- ١٤- اندلسى، ابن حزم، على بن احمد (م ٢٥٦هـ)، المحلى، مصر: اداره الطباعة المنميره، ١٣٢٩هـ، ٢٦١/١-
- ١٨- ايضاً، ١٤٤-١-
- ١٩- اندلسى، ابن حزم، على بن احمد (م ٢٥٦هـ)، الملل و النحل، ٢٢٩/٣-
- ٢٠- غزالى، ابوالحامد، محمد بن محمد، الاقتصاد فى الاعتقاد، بيروت: دارالمعرفه، ص: ١١٣-
- ٢١- مالكى، قاضى، عياض بن موسى، الشفا بتعريف الحقوق المصطفى، ملتان: عبدالنواب اكيدى، ٢٤٠/٢-
- ٢٢- ابن عربى، الشيخ لاکبر، محي الدين، فتوحات مكبه، مصر: مطبع مصطفى البانى واولاده، ١٣٤٨هـ، ٥١/٣-

- ۲۳۔ تفتنازانی، سعد الدین، مسعود بن عمر (م ۹۱ھ)، شرح عقائد نفسی، کراچی: نور محمد صالح المطابع۔
- ۲۴۔ شعرانی، علامہ عبدالوہاب (م ۹۳ھ)، البیواقیات والجواهر، مصر: مطبع مصطفیٰ البابی اولادہ، ۱۳۷۸ھ، ۲/۳۸۔
- ۲۵۔ قاری، ملا علی بن سلطان محمد (م ۱۰۱۴ھ)، شرح فقہ اکبر، مصر: مطبع مصطفیٰ البابی اولادہ، ۱۳۷۵ھ، ص: ۲۰۲۔
- ۲۶۔ سرہندی، مجدد الف ثانی، شیخ احمد، مکتوبات، کراچی: مریضہ پبلیکیشنز کمپنی، ۱۹۷۰ھ، ۲۳۶/۱، مکتوب نمبر: ۲۴۸۔
- ۲۷۔ ایضاً، ۱۸۰/۲، مکتوب نمبر: ۹۹۔
- ۲۸۔ ملا نظام الدین، فتاویٰ عالمگیری، بولاق۔ مصر: مطبع کبریٰ امیریہ، ۱۳۱۰ھ، ۲/۲۶۳۔
- ۲۹۔ دیوبلی، محدث، شاہ ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ)، حجة الله البالغة، لکھنؤ: فخر المطابع، ۱۹۱۲ء، ۲/۱۰۵۔
- ۳۰۔ علامہ محمد اقبال، Reconstruction of Islamic Thought in Islam، مترجم: سید نذیر نیازی، تشکیل جدید الہیات اسلامیہ، لاہور: بزم اقبال، ص: ۱۸۰۔
- ۳۱۔ شیروانی، لطیف احمد (مرتب)، حرف اقبال (قادیانی اور جمہور مسلمان)، اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ص: ۱۲۷۔
- ۳۲۔ کشمیری، انور شاہ، علامہ، خاتم النبیین، ملتان: مجلس تحفظ ختم نبوت، ص: ۳۳۔
- ۳۳۔ سندیلوی، ندوی، محمد اسحاق، مولانا، مسئلہ ختم نبوت (علم و عقل کی روشنی میں)، لکھنؤ: مطبع شاہی پریس، نومبر ۱۹۶۳ء، ص: ۹۳-۹۴۔
- ۳۴۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، قادیانی مسئلہ، لاہور: اسلامک پبلیکیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ، نومبر ۱۹۸۹ء، ص: ۲۶۳-۲۶۴۔
- ۳۵۔ ندوی، ابوالحسن، منصب نبوت اور اسکے عالی مقام حاملین، کراچی: تشکیل پرنٹنگ پریس، ۱۹۷۶ء، ط: ۲، ص: ۲۷۳۔
- ۳۶۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، رسالہ ختم نبوت، لاہور: اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، ص: ۴۲۔
- ۳۷۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، ختم نبوت، لاہور: مطبع اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، ۱۱ سی، شاہ عالم مارکیٹ، مارچ ۱۹۶۷ء، ص: ۳۸۔
- ۳۸۔ سورۃ البقرۃ، ۴: ۴۔
- ۳۹۔ سورۃ الرعد، ۱۳: ۷۔
- ۴۰۔ سورۃ البقرۃ، ۲: ۲۸۵۔
- ۴۱۔ سورۃ البقرۃ، ۲: ۴۔